

”تاریخ جماعت اسلامی“ حصہ دوم کا باب اول

تاسیس و قیام جماعت

(پہلی قسط)

آباد شاہ پوری

قیام جماعت کے لئے اذان پکار دینے کے بعد، اس ضمن میں صفر ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن میں جو اعلان شائع ہوا، اس میں ان تمام لوگوں کو دعوت دی گئی تھی، جو اسلامی تحریک کے لئے کام کرنے والی جماعت کے نظریہ، مقصد اور نصب العین سے متفق تھے اور اس کے لئے مجتوزہ نقشہ کار کے مطابق عملی جدوجہد کرنے کی تڑپ رکھتے تھے۔ کہ وہ اجتماعی ہیئت اختیار کرنے کے لئے مجتمع ہوں گے، چنانچہ اس دعوت کے جواب میں لہیک کینے کے منتظر افراد کی طرف سے اطلاعات پہنچنے لگیں۔ ان اطلاعات سے پتہ چلتا تھا کہ ملک میں ایسے اصحاب کی خاصی تعداد موجود ہے جو جماعت اسلامی کی تشکیل اور اس کے نظریہ سے متفق ہیں اور اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد کرنے پر آمادہ ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ بعض مقامات پر لوگوں نے اپنے طور پر جماعتی حلقے قائم کر لئے ہیں اور دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ اجتماع کی تاریخ یکم شعبان ۱۳۶۰ھ (۲۵ اگست ۱۹۴۱ء) مقرر کر دی گئی اور جن لوگوں نے جماعت اسلامی میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا تھا، ان سب کو ہدایت کر دی گئی کہ جہاں اجتماعی حلقے وجود میں آگئے ہیں وہاں سے صرف منتخب نمائندے اور جہاں لوگ ابھی انفرادی صورت میں ہیں وہاں سے حتی الامکان ہر شخص آجائے۔ ۲۔

اہل جنوں کی آمد

لوگ ۲۸ رجب ہی سے آنے لگے۔ یکم شعبان تک تقریباً ساٹھ اصحاب پہنچ چکے تھے۔ باقی آنے والوں کا انتظار تھا۔ بعض دیگر وجوہ کی بناء پر بھی اجتماع یکم شعبان کو شروع نہ ہو سکا۔ یہ سارا دن آنے والوں نے باہمی ملاقاتوں، تعارف اور تحریک کے متعلق تبادلہ خیال میں گزارا۔ اور یہ سلسلہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں صبح سے شام تک جاری رہا۔ شام کو لوگ دیر تک ترجمان القرآن کے دفتر میں بیٹھے رہے۔ تقریباً ہر شخص کے مرکز توجہ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ تھے، وہ جن کی پکار ان سب کو یہاں کھینچ لائی تھی۔ لوگ مختلف نوعیت کے مسائل پیش کرتے اور سید صاحبؒ انہیں حل کرتے رہے۔ نماز عشاء تک یہی رنگ محفل رہا۔

قافلہ شوق کا رنگ و آہنگ

اگلے روز ۲ شعبان ۱۳۶۰ھ (۲۶ اگست ۱۹۴۱ء) کو صبح آٹھ بجے باقاعدہ اجتماع شروع ہوا۔ ۳۔ ۷۵ افراد ہندوستان کے گوشے گوشے سے اسلامیہ پارک، پونچھ روڈ لاہور کی مبارک (حال ریاض قدیر) مسجد کے سامنے فصیح منزل سے متصل ایک مکان میں واقع ترجمان القرآن کے دفتر میں سمٹ آئے تھے اور ایک ایسا فیصلہ کرنے چلے تھے جو وقت اور تاریخ کے دھارے کو متاثر کرنے والا تھا۔ ان ۷۵ حضرات کی فہرست غالباً ”محفوظ نہیں رہی یا شاید اس کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہو سکا! البتہ اس دوران میں جو مختلف روایات سامنے آئیں، ان کی روشنی میں اجلاس میں شریک ہونے والے جماعت اسلامی کے تقریباً پچاس فی صد بانی ارکان کی فہرست مرتب ہو گئی تھی۔ اس فہرست کی رو سے مندرجہ ذیل اصحاب تاسیسی اجتماع میں شریک ہوئے تھے:

- ۱۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
- ۲۔ مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان۔ بریلی (حال لکھنؤ)
- ۳۔ ملک نصر اللہ خان عزیزؒ بی اے (لاہور) ملک صاحب تاسیسی اجتماع میں شامل نہیں تھے (طفیل محمد)۔
- ۴۔ میاں طفیل محمد بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کپور تھلہ
- ۵۔ چوہدری عبد الرحمن صاحب (راہوں ضلع جالندھر)
- ۶۔ مولانا سید عبد العزیز شرقی (جالندھر)
- ۷۔ چوہدری محمد اکبر ایم اے بی ایڈ (سیالکوٹ)
- ۸۔ مستری محمد صدیق صاحب۔ سلطان پور لودھی ریاست کپور تھلہ
- ۹۔ حافظ فتح اللہ (راہوں ضلع جالندھر)
- ۱۰۔ جناب نعیم صدیقی (فضل الرحمان)
- ۱۱۔ قمر الدین خان ایم اے
- ۱۲۔ مولانا صدر الدین اصلاحی ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ انڈیا
- ۱۳۔ مولانا سید صبغت اللہ بختیاری (فاضل دیوبند، دارالارشاد مدراس)
- ۱۴۔ مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواری۔ خطیب شاہی مسجد کپور تھلہ
- ۱۵۔ مولانا نذیر الحق میرٹھی
- ۱۶۔ ڈاکٹر سید نذیر علی زیدی (الہ آباد)

- ۱۷۔ جناب محمد بن علی علوی کاکوروی، لکھنؤ
- ۱۸۔ شیخ فقیر حسین بی اے۔ سلطان پور لودھی ریاست کپور تھلہ
- ۱۹۔ ماسٹر عزیز الدین صاحب ۵۔ شہر کپور تھلہ (فیصل آباد آکر کوہ نور مل کے پاس انہوں نے جماعت کو مقامی مرکز کے لئے اراضی دی)
- ۲۰۔ شیخ نذر محمد (سید اسد گیلانی نے ڈاکٹریٹ کے اپنے مقالے میں جس کا ذکر آگے آتا ہے، نذر حسین لکھا ہے، یہ شیخ فقیر حسین کے بھائی تھے اور ان کا بیان زیادہ قرن صحت ہے۔) ان کا نام نذر محمد ہی ہے۔ یہ شیخ فقیر حسین مرحوم کے بھائی تھے (طفیل محمد)
- ۲۱۔ شیخ فضل محمد ۷۔
- ۲۲۔ مولوی محمد علی (فیروز پور) ۷۔
- ۲۳۔ سید محمد شاہ ایم اے ۸۔ لاہور
- ۲۴۔ چوہدری عبدالغنی۔ کہن چک ۹۔ نزد چٹوکی ضلع قصور
- ۲۵۔ قاضی حمید اللہ بی اے (سیالکوٹ) ۱۰۔
- ۲۶۔ ملک غلام علی بی اے (جٹس ریٹائرڈ) خوشاب
- ۲۷۔ عبد الببار غازی ایم اے بی ٹی پرنسپل اینگلو عربک کالج دہلی
- ۲۸۔ سید محمد حسین جامعی بی اے در بھنگہ
- ۲۹۔ چوہدری نصرت حسین بی اے بی ٹی (گوجرہ)
- ۳۰۔ چوہدری غلام جیلانی بی اے ۸۔
- ۳۱۔ شیخ عبد الحمید پھگواڑا ریاست کپور تھلہ ۱۲۔
- ۳۲۔ عطاء اللہ پٹواکھالی (بنگال) ۱۳۔
- سید اسد گیلانی نے اپنی مطبوعہ کتاب، تاریخ جماعت اسلامی، میں جدید و قدیم تعلیم یافتہ اصحاب کی الگ الگ فہرست دی ہے۔ علماء کی فہرست میں وہ مندرجہ بالا فہرست میں شامل بعض علماء کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء کا اضافہ کرتے ہیں:
- ۳۳۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی
- ۳۴۔ مولانا محمد علی کاندھلوی سیالکوٹ
- ۳۵۔ مولانا محمد عبد اللہ روٹی، حصار

۳۶- مولانا محمد عبد اللہ و لتا کیم (مدراں)

۳۷- مولانا محمد الیاس ندوی گوندلوی ضلع گوجرانوالہ

۳۸- مولانا الٹی بخش ڈیرہ جاڑہ، سرگودھا

۳۹- مولانا عبد القادر عاجز قصوری ۱۳

اس ادھوری فرست کو ڈاکٹر سید اسعد گیلانی کی تازہ ترین تحقیق نے مکمل کر دیا۔ انہوں نے ڈاکٹریٹ کے لئے جو تحقیقی مقالہ جماعت اسلامی (۱۹۳۱ء تا ۱۹۴۷ء) قلم بند کیا اس میں جماعت اسلامی کے ۷۵ بانی ارکان کی مکمل فرست دی ہے۔ ہر نام کے ساتھ عمر اور مقام کے کوائف اور تصدیق کنندہ کا نام اور حوالہ دیا ہے۔ بلاشبہ یہ فرست ایک محقق کی محنت کا شاہکار ہے۔ اس فرست میں ملک نصر اللہ خان عزیز، مولانا صدر الدین اصلاحی، عبد الجبار غازی، چوہدری غلام جیلانی اور مولانا عطاء اللہ حنیف کے اسماء شامل نہیں ہیں۔ باقی ۴۱ اصحاب حسب ذیل ہیں:

۱- محمد عبد اللہ مصری (یو پی)

۲- سید محمد یوسف (بھوپال)

۳- چوہدری چراغ دین سابق مینجر ماہنامہ ترجمان القرآن (گورداسپور) رحمان پورہ لاہور میں ہیں

۴- سردار محمد اکبر خان (کیبلپور)

۵- سلطان محمود غازی مروال (خوشاب)

۶- عبد المجید صدیقی پرانی انارکلی (لاہور)

۷- منظور احمد

۸- حکیم خواجہ اقبال احمد ندوی (یو پی)

۹- ٹمس الحق صدیقی (یو پی) سکھر آکر فوت ہوئے۔

۱۰- حافظ محمد زکریا ایم اے (امر تسر) سرگودھا آکر فوت ہوئے۔

۱۱- ماسٹر حاجی محمد شفیع (امر تسر) گوجرانوالہ آکر فوت ہوئے۔

۱۲- چوہدری رفیع الدین (بارہ بنگی) یو پی

۱۳- مولوی محمد یونس (حیدر آباد دکن)

۱۴- عبد القادر صاحب (حیدر آباد دکن)

۱۵- صوفی صابر علی (لدھیانہ) راولپنڈی میں ہیں

۱۶- عطاء اللہ سجاد (کپور تھلہ) لاہور

- ۱۷- سید عظمت علی شاہ (کپور تھلہ) بعد تقسیم اوکاڑہ آکر چوہدری عبد الرحمن وغیرہ کے ساتھ اوکاڑہ بس سروس قائم کی (طفیل محمد)
- ۱۸- حکیم سید محمد حسن بخاری (کپور تھلہ) ۱۵۔ بلتان آکر فوت ہوئے۔
- ۱۹- حاجی محمد صاحب (پتوکی)
- ۲۰- حافظ محمد شریف احسن (سرگودھا)
- ۲۱- چوہدری محمد شفیع بی اے بی ٹی (گجرات)
- ۲۲- عبد الرحمن خان۔ یہ چوہدری عبد الرحمن کپور تھلہ کے ہیں جو بعد تقسیم اوکاڑہ بی جماعت کے امیر رہے۔ یہ خان نہیں صرف چوہدری ہی تھے۔ (طفیل محمد)
- ۲۳- مولوی محمد فاضل (مدراں) ضلع گورداسپور
- ۲۴- چوہدری شفیع احمد (یوپی)
- ۲۵- حکیم شیر محمد (دھیانہ) ضلع ملتان میں آکر آباد ہوئے اور وہیں فوت ہوئے (طفیل محمد)
- ۲۶- مولوی محمد ابراہیم (فیروز پور) اب شہداد پور سندھ میں ہیں۔ (طفیل محمد)
- ۲۷- بابا محمد بخش (سرگودھا)
- ۲۸- بابا احمد بخش (سرگودھا)
- ۲۹- حکیم محمد خالد (الہ آباد)
- ۳۰- محمد اسحاق صاحب (الہ آباد)
- ۳۱- ناظر شمس (دہلی) پاکستان سروس سے ریٹائر ہو کر اب گلبرگ لاہور میں ہیں۔
- ۳۲- ماسٹر اکبر علی (فیصل آباد)
- ۳۳- ڈاکٹر محمد اسلم چغتائی (امرتسر) سرگودھا میں فوت ہوئے۔
- ۳۴- صابر علی صاحب (الہ آباد)
- ۳۵- شاکر علی صاحب (الہ آباد)
- ۳۶- ظہور احمد جبار اللہ (الہ آباد)
- ۳۷- عبد المجید چھوٹائی (بستی)
- ۳۸- مولوی عبد القادر (پتوکی)
- ۳۹- محمد انور (لاہور)
- ۴۰- تسنیم قریشی (کھنوی)

۴۱۔ مولوی امام الدین فائق (پنڈ) ۷۱۔

جماعتِ اسلامی کے تاسیسی ارکان کی اس فہرست سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سید مودودیؒ کے اثرات کہاں کہاں پہنچ چکے تھے۔ اب ان میں قابلِ لحاظ تعداد علما کی تھی۔ اسی تناسب کے ساتھ اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ افراد تھے، ایسے اصحاب بھی تھے جو متوسط تعلیم یافتہ تھے۔ نوجوانوں کی بڑی تعداد وہ تھی جو کالجوں اور یونیورسٹیوں اور قدیم دینی مدارس سے تازہ دم فارغ ہو کر آئے تھے یا ہنوز قدیم و جدید درس گاہوں میں زیرِ تعلیم تھے۔ ان میں شہری بھی تھے اور دیہاتی بھی، سرکاری ملازم بھی تھے، ہنرمند اور پیشہ ور بھی، کالجوں، اسکولوں اور مدرسوں کے اساتذہ بھی تھے اور ڈاکٹر اور صحافی بھی، کاشتکار بھی تھے اور زمیندار بھی، تاجر بھی تھے اور دستکار بھی۔ ان کی اکثریت مسلم معاشرہ کے متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ خود سید صاحبؒ کا تعلق بھی متوسط طبقہ ہی سے تھا۔ ان میں جو زمیندار تھے وہ بھی چھوٹے تھے یا طبقہٴ اوسط سے آئے تھے۔ عمر کے لحاظ سے یہ لوگ انیس بیس برس سے لے کر چالیس پچاس برس کے پینے میں تھے۔ ان میں سب سے معمر ڈاکٹر نذیر علی زیدی تھے جن کی عمر ۵۲ برس تھی۔ خود سید مودودیؒ اس وقت ۳۸ برس کے تھے۔ جیسا کہ ہر دعوت اور تحریک کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے کہ اس کو قبول کرنے والے اولاً زیادہ تر نوجوان ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت دعوتِ اسلامی کی تھی۔ اس پر لبیک کہنے والوں کی اکثریت بھی نوجوانوں پر مشتمل تھی۔

اقتصادی اور معاشی اعتبار سے یہ حضرات چند ایک کو چھوڑ کر زیادہ تر غریب اور کمزور طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ جن لوگوں کی اقتصادی اور معاشی زندگی مستحکم اور استوار ہو چکی تھی وہ بڑی حد تک خود کفیل تھے۔ خوش حال عنصر نہ ہونے کے برابر تھا۔ نوجوانوں کی اکثریت یا تو ابھی اپنے گھر والوں کی دستِ نگر تھی یا معاشی میدان میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ دینی فکر اور مسلک کے لحاظ سے یہ لوگ اہل سنت کے تقریباً ہر مکتب فکر سے آئے تھے۔ سیاسی فکر کے اعتبار سے بڑی عمر کے اصحاب میں سے اکثر یا تو تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات میں کسی نہ کسی رنگ میں عملاً حصہ لے چکے تھے یا کم از کم ان کے ساتھ ذہنی طور پر وابستہ رہے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو کانگریس کے پریم تلے جنگِ آزادی میں اس امید میں شریک رہے تھے کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوگی، تحریکِ اسلامی کے لڑنے پر ان پر پہلی بار اس سنگین حقیقت کو آشکارا کیا تھا کہ وہ کعبہ پہنچنے کے لئے کعبہ کی راہ پر چلنے کے بجائے ترکستان کے راستے پر سراپوں کا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ نوجوانوں کی ایک

بڑی تعداد ان سیاسی طوفانوں کے زمانے میں طفولیت اور ابتدائی تعلیمی مراحل سے گزر رہی تھی۔ اس طرح وہ اپنے ذہنوں میں ان تحریکوں کے تاثرات لئے ہوئے جوان ہوئی تھی۔ پھر تحریک خلافت کے بعد مسلمان معاشرے پر الحاد و بے دینی اور فکری و تہذیبی فتنوں کا جو ہجوم شروع ہوا، اور انگریزی تعلیم و تہذیب کے شجرِ خبیثہ نے جو مکمل کھلائے، ان سے بھی نوجوانوں کی خاصی تعداد متاثر ہو کر الحاد و گمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی، دعوتِ اسلامی نے ان سب کی دست گیری کی اور انھیں تباہ کن وادیوں اور راہوں سے نکال کر اسلام کی صراطِ مستقیم پر ڈالا۔ پھر وہ نوجوان بھی تھے جو تحریک خلافت کے بعد شروع ہونے والی سیاسی تحریکوں سے متاثر تھے۔ ان میں احراری بھی تھے اور خاکسار اور مسلم لیگ بھی۔ تحریکِ اسلامی کے لڑنے والے ان کے فکر و نظر کی دنیا بدل ڈالی۔ اس طرح چند علاقوں کو چھوڑ کر برصغیر کے تقریباً ہر علاقے اور مسلم معاشرے کے ہر طبقے اور دائرے سے ہر فتنی مسلک اور ہر سیاسی نقطہ نظر رکھنے والے لوگوں کے اندر سے چھٹ کر اور ایک نصب العین پر یکسو ہو کر ایک اجتماعی ہیئت اختیار کرنے کے عزم کے ساتھ یہ لوگ یہاں جمع ہو گئے تھے۔ یہ لوگ بولی (dialect)، نسل، رنگ، اور عام لباس، رہن سہن ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف تھے، پھر یہ جن علاقوں سے آئے تھے ان میں ہزاروں میل کی مسافرتیں تھیں، تاہم جس ذہن نے انہیں ایک اُمت بنا دیا تھا اور ان کے اندر فکری و تہذیبی اشتراک پیدا کر دیا تھا، اس نے ساری دوریاں اور فاصلے ختم کر دیئے تھے۔ ان کی سوچ یکساں تھی، ان کے جذبات یکساں تھے، ان کے دل ایک مقصد اور نصب العین کے لئے دھڑک رہے تھے۔

پھر یہ لوگ جس ماحول سے نکل کر آئے تھے وہ کسی ٹھوس کام کے لئے سخت نامساگار تھا۔ مادیت زندگی پر غالب آچکی تھی اور لوگ مادی منفعہوں کو اخلاقی و دینی قدروں، بے لوث خدمت اور بے مزد مساعی پر ترجیح دیتے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم اتحادی طاقتوں کے لئے خطرناک صورت اختیار کر گئی تھی اور اس کے اثرات برصغیر کی اجتماعی زندگی پر پڑ رہے تھے۔ ملک کے اندر معاشی و سیاسی تغیرات بڑی تیزی سے فیصلہ کن انداز میں آرہے تھے۔ ہر طرف اخلاقی خلفشار برپا تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو مغرب زدگی نے آلیا تھا۔ تحریکِ خلافت کے دوران میں تہذیبِ فربہ کے خلاف جذبات و عمل کی جو فضا پیدا ہوئی تھی وہ معدوم ہو چکی تھی اور فرنگی افکار اور تہذیبی قدروں نے مسلم معاشرے پر از سر نو جارحانہ حملہ کر دیا تھا اور اس حملے کے جلو میں آنے والے فتنے انگریزی درس گاہوں میں تعلیم پانے والی نئی نسل کو بری طرح اپنی پیٹ

میں لے چکے تھے۔ عام مسلمان برصغیر کی دوسری قوموں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اقتصادی بد حالی اور اخلاقی انحطاط میں گرفتار تھے۔ علماء فروعات پر بحث و جدال میں مصروف تھے۔ ضال اور مضل گروہوں اور غیر اسلامی فرقوں نے، جو اسلام کا لباوہ اوٹھ کر امت کے درمیان سرگرم عمل تھے، اس بگاڑ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

انڈین نیشنل کانگریس جس کی بنیاد متحدہ وطنی قومیت پر رکھی گئی تھی اور جو سیکولر جماعت ہونے کی تدبیر تھی، اب ہندو قوم پرستی اور اس کے تہذیبی احیاء کا کھلا نشان بن گئی تھی اور ۱۹۳۰ء میں اس نے مسلمانوں کو نظر انداز کر کے جنگِ آزادی لڑنے کا جو اعلان کیا تھا، اس پر عمل پیرا ہو کر آزاد ہندوستان کے دروبست پر بلا شرکت غیرے قبضہ کرنے کی جدوجہد کے آخری مرحلے میں قدم رکھ چکی تھی۔ دوسری طرف مسلم لیگ جس کا قیام مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے حصول و تحفظ کے لئے عمل میں آیا تھا، مختلف مراحل سے گزر کر اپنا ایک واضح مقصد — حصولِ پاکستان — متعین کر چکی تھی۔ پاکستان کی ریاست اور اس کے نظامِ حکومت کے بارے میں اگرچہ کہا جا رہا تھا کہ وہ اسلامی ہو گا، لیکن اس ریاست کے حصول کی جدوجہد کرنے والی اس جماعت کی تنظیم نو انہی بنیادوں پر کی جا رہی تھی جن پر کوئی بھی قوم پرست تنظیم کھڑی کی جاتی ہے اور جس کی جدوجہد کا منطقی نتیجہ سیکولر قومی حکومت کے قیام ہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس طرح دونوں ملک گیر جماعتوں میں زبردست کشمکش شروع ہو چکی تھی اور اس کشمکش نے برصغیر کی سیاست میں ہجمن پیدا کر دیا تھا۔ ہر طرف دلولہ انگیز جذباتی نعرے گونج رہے تھے جو اپنے ساتھ قلوب و اذہان کو بہائے لئے جا رہے تھے۔ ایسے ہنگامہ خیز حالات میں ”ایک خاموش اور بے لذت تحریک“ ۱۸ء کے لئے معاشرہ کے ہر گروہ اور طبقے سے ان مٹھی بھر افراد کا چھٹ کر آسانی الحقیقت ایک حوصلہ افزا مستقبل کی نمازی کرتا تھا۔ جماعتوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ادھر کوئی جماعت وجود میں آتی ہے ادھر مفاہد پرستوں کا ہجوم اس کے مناصب پر قبضہ کرنے کے لئے اٹھ پڑتا ہے، لیکن بقول سید مودودی ”ہنگامہ پسندوں، شہرت کے طلب گاروں، جاہ پرستوں، جو شیلے اور جذباتی آدمیوں کے لئے اس جماعت کے اندر کشش کی کوئی چیز نہ تھی کہ کوئی اس میں حصہ لینے کا خیال کرتا ۱۹ء چنانچہ وہی لوگ اس جماعت کی طرف آئے تھے جن کے اندر خلافت“ لوجہ اللہ اقامت دین کا کام کرنے کی تڑپ تھی جو دیکھ رہے تھے کہ اس راہ میں دور دور تک لذت یابی اور جاہ طلبی کا کوئی امکان نہیں، جن کے اندر کسی مفاہد کا خیال لائے اور کسی منفعت کی توقع کئے بغیر پتہ ماری سے کام کرنے کا عزم اور حوصلہ تھا۔

پھر ان لوگوں کو محض کسی حادثے نے یہاں جمع نہیں کر دیا تھا اور نہ انھیں بلانے والے نے اپنے دل میں اٹھنے والی کسی وقتی موج کی پکار پر اپنی قیادت و سیادت کا سکہ جمانے اور چوہدر اہٹ قائم کرنے کے لئے بلایا تھا۔ بلکہ اس کے پیچھے گہرے مطالعہ، سوچ، بچار اور دعوت و تبلیغ کا ایک پورا دور کار فرما رہا تھا۔ سید مودودیؒ کے اپنے الفاظ میں یہ ان کے ۲۲ سال کے مسلسل تجربات، مشاہدات، مطالعے اور غور و خوض کا نچوڑ تھا، جس نے ایک اسکیم کی شکل اختیار کی تھی ۲۰۔ اور جس کی طرف وہ گزشتہ نو برس سے شب و روز بلا تے رہے تھے۔ پھر جماعت تشکیل دینے سے پہلے سید صاحبؒ متواتر چار برس تک اس وقت تک برصغیر میں کام کرنے والی مسلمان جماعتوں اور قیادتوں کو توجہ دلاتے رہے کہ ان کے کرنے کا کام ہے تو یہ ہے۔ اگر ان کے پیش نظر آزاد ہندوستان یا پاکستان میں واقعی اسلام کا نفاذ، مسلمانوں کا تہذیبی تحفظ اور اسلامی حکومت کا قیام ہے تو پھر انہیں اپنی جماعتوں کو اسلامی خطوط پر منظم کرنا اور اسلامی نصب العین کو مرکز جہد و عمل بنانا چاہئے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے کارکنوں کے فکر و کردار کی تربیت اور ایک مشنری کی حیثیت سے اسلامی طریق کار کو اختیار کرتے ہوئے سعی و جہد کرنی چاہئے۔ ان جماعتوں سے مایوس ہونے کے بعد بھی سید صاحبؒ کی یہی کوشش رہی کہ اللہ کا کوئی اور بندہ اٹھے اور اس کام کو منظم کرے۔ وہ اسلامی تحریک کے احیاء اور اقامت دین کے لئے جدوجہد کرنے والی جماعت کا خاکہ پیش کر کے تقریباً چار مہینے انتظار کرتے رہے کہ جو لوگ تقویٰ، تجربہ اور سن و سال میں ان پر فوقیت رکھتے ہیں، ان میں سے کوئی صاحب اٹھیں اور اس کام کے لئے عملی اقدام کریں ۲۱۔ لیکن جب کوئی بھی آگے نہ بڑھا تو سید صاحبؒ خود آگے بڑھنے کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ کوئی اور کام کرتا یا نہ کرتا، سید صاحبؒ کی زندگی کا تو یہ نصب العین تھا اور وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ جسیں گے تو اسی نصب العین کی خاطر اور مرہیں گے تو اسی نصب العین کے لئے۔ اس طرح اسلامی نصب العین کے لئے عملی جدوجہد کرنے کی جو پکار سید صاحبؒ نے بلند کی وہ ایک سوچی سمجھی پکار تھی اور اس میں بلانے والے کی کسی ذاتی غرض کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ یہ پکار خالصتہً "اللہ کے لئے تھی اور اسی کے توکل پر بلند کی گئی تھی۔ برصغیر کی یہ پہلی اجتماعی ہیئت تھی جو کسی اچانک رونما ہونے والے حادثے کے نتیجے میں نہیں بلکہ طویل عرصے کے غور و خوض اور سوچی سمجھی اسکیم کے ساتھ قائم کی جا رہی تھی ۲۲۔ اور جس کے پیچھے داعی کارضائے الہی حاصل کرنے اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان پر جو فریضہ عائد ہوتا تھا اس کو انجام دینے کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ یہ نقشہ کار محرم ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن کے اشارات میں پیش کیا جا چکا تھا۔ جسے بعد ازاں مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم میں ایک صالح جماعت کی ضرورت کے عنوان سے شامل کر دیا گیا۔

۲۔ تحریری دعوت نامہ ذریعہ سواصحاب کو بھیجا گیا تھا۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ادارہ دارالاسلام کے ساتھ رابطہ قائم کر رکھا تھا اور وہ بھی جو سید صاحب کی دعوت سے متاثر ہو کر وہ ایک مدت سے اپنے طور پر انفرادی طور پر یا ملحق بنا کر کام کر رہے تھے اور جنہوں نے صفر ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن میں اعلان پڑھ کر رابطہ قائم کیا۔ سید اسعد گیلانی نے اپنی کتاب "تاریخ جماعت اسلامی" میں وہ دعوت نامہ محفوظ کر لیا ہے جو چوہدری عبد الغنی مرحوم (گمن پک نزد چوکی ضلع لاہور حال ضلع قصور) کو جن کا تعلق مؤخر الذکر گروہ سے تھا ارسال کیا گیا (ص ۳۵۷، ۳۵۸)

۳۔ روداد جماعت اسلامی حصہ اول، لاہور کتبہ جماعت اسلامی ص ۴

۴۔ تاریخ جماعت اسلامی از چوہدری غلام محمد مرحوم، باب جماعت اسلامی (قلمی مسودہ)۔ چوہدری صاحب مرحوم نے ملک نصر اللہ خان عزیز مرحوم کو تاسیسی اجتماع کے شرکاء میں شامل کیا ہے، لیکن ملک صاحب کے انتقال پر سید مودودی نے جو تعزیتی بیان جاری کیا تھا اس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ملک صاحب تاسیس جماعت کے چندہ دن بعد جماعت اسلامی میں شریک ہوئے، ہفت روزہ ظاہر لاہور ۱۰ جولائی ۱۶، جولائی ۱۹۷۶ء ص ۷) ملک صاحب کو دعوت کے بارے میں پتہ شکوک تھے۔ جماعت قائم ہوئی تو وہ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، سید صاحب نے ان کے شکوک تو رفع کر دیئے، تاہم وہ کئی دن تک مذہب رہنے کے بعد یکسو ہوئے اور جماعت میں شرکت اختیار کی۔ خود ملک صاحب مرحوم نے بھی ایک موقع پر تحریر فرمایا کہ جماعت اسلامی قائم ہونے کے بعد وہ کئی دن اضطراب کی آگ میں ترپتے رہے کہ جس مقصد (اسلامی حکومت کے قیام) کے لئے تم نے ساری عمر آزادی کی جدوجہد کی اور قید و بند میں جلا ہوئے، اس خالص مقصد کو نصب العین بنا کر ایک جماعت جدوجہد کے لئے میدان میں آگئی ہے، تم اس سے الگ رہ کر اپنے اللہ کو کیا جواب دو گے؟ اسی احساس جواب دہی نے انہیں جماعت اسلامی کے ساتھ اس طرح وابستہ کیا کہ آخر دم تک سرگرم چند و عمل رہے۔

۵۔ روایت میاں طفیل محمد، تذکرہ سید مودودی ص ۲۱۱

۶۔ روایت شیخ فقیر حسین مرحوم، تذکرہ سید مودودی ص ۲۵۹

۷۔ تذکرہ سید مودودی ص ۳۳۲

۸۔ ذاکر رفیع الدین ہاشمی و سلیم منصور خالد "خطوط مودودی" لاہور البدر پبلی کیشنز اپریل ۱۹۸۳ء ص ۸۹

۹۔ ہفت روزہ ایشیا لاہور

۱۰۔ عبد الغنی فاروق، کاروان عزیمت جلد اول لاہور، ادارہ معارف اسلامی مارچ ۱۹۸۷ء ص ۱۵ نیز اسعد گیلانی، تاریخ جماعت

اسلامی ص ۲۸۱

۱۱۔ اسعد گیلانی، تاریخ جماعت اسلامی ص ۲۸۱، ۲۸۲۔ ان حضرات کے علاوہ سید اسعد گیلانی اپنی تاریخ میں مندرجہ بالا فرست

میں شامل نمبر ۳، ۵، ۷، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۶، ۱۷، ۲۳ اور ۲۵ سے متعلق اصحاب کا نام بھی دیتے ہیں۔ اسعد صاحب نے بھی ملک

نصر اللہ خان عزیز کو تاسیسی ارکان میں شامل کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم حاشیہ ۶ میں وضاحت لکھتے ہیں۔

۱۲ - ہفت روزہ ایٹیا لاہور، یکم نومبر ۱۹۸۷ء ص ۱۵

۱۳ - خطوط مودودی، ص ۵۹

۱۴ - اسد گیلانی، تاریخ جماعت اسلامی ص ۲۷۶، ۲۷۷

۱۵ - روداد جماعت اسلامی حصہ دوم میں حکیم صاحب کا نام محمد حسین لکھا ہے ص ۴۴۔ ان کا صحیح نام محمد حسن ہی ہے

(ظہیل محمد)

۱۶ - ڈاکٹر سید اسد گیلانی کی مرتب کردہ ۷۵ بانی ارکان کی یہ فہرست اجتماع جماعت اسلامی پنجاب (۸ تا ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء

منصورہ، لاہور) کے موقع پر اجتماع گاہ میں ایک بورڈ پر لگائی گئی جس کا عکس ماہنامہ آئین لاہور نے اپنی مئی ۱۹۹۱ء کی اشاعت

میں شائع کیا ص ۳۶ - ۲۷

۱۷ - دعوت اسلامی کے آثار کا مختصر ذکر ہم اپنی کتاب تاریخ جماعت اسلامی حصہ اول میں کر چکے ہیں۔ ان سترہین میں

قدیم و جدید درس گاہوں سے نکلے ہوئے اکابر اور اصناف بھی تھے۔ اکابر میں اچھی خاصی تعداد ایسے اصحاب کی تھی جو دعوت

اسلامی کے لٹریچر میں نوجوانوں کی فکری اور اعتقادی گمراہیوں کا علاج پاتے تھے۔ (ص ۵۱۵) تاسیس جماعت سے پہلے جو اصحاب

دعوت سے متاثر ہو چکے تھے اور بند ازاں اگلے دو تین برسوں میں جماعت اسلامی کے رکن بنے۔ ان میں مولانا امین احسن

اصلاحی، مولانا ابو الحسن علی ندوی، مولانا صدر الدین اصلاحی، مولانا مسعود عالم ندوی، سید نقی علی، مولانا عبد الغفار حسن، مولانا

اختر احسن اصلاحی، مولانا مجاہد امجدی، مولانا محمد اسماعیل عمری (مدراں)، مولانا محمد یوسف، مولانا عبد العزیز (کوئٹہ)، مولانا

ابوالیث اصلاحی، عبد الجبار غازی، پروفیسر عبدالشیر آذری، تاج الملوک، سردار علی خان (میرے) سید فضل مجید، چوہدری علی

احمد خان، سید ممتاز حسین، خواجہ محمد صدیق وغیرہ نمایاں اصحاب تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی اگرچہ تاسیسی اجتماع میں شریک

نہیں ہوئے، تاہم انہیں اس موقع پر رکن بنا لیا گیا تھا کیوں کہ اسی اجتماع میں شوری کے اجلاس میں انہیں الہ آباد، بنارس،

گورکھپور، فیض آباد ڈویژن اور صوبہ ہماچل کا امیر مقرر کیا گیا تھا اور جماعت میں مناصب صرف ارکان ہی کو دیئے جاتے تھے۔

مولانا صدر الدین اصلاحی تحریک اسلامی میں شریک ہونے والوں میں سابقوں الاولوں میں تھے۔ وہ تحریک دارالاسلام کے بانی

ارکان میں سے تھے۔ دارالاسلام (ہماچل) میں سید مودودی کے ساتھ رہے اور چوہدری نیاز علی خان کے ساتھ اختلاف کی بناء

پر دارالاسلام چھوڑنا پڑا تو سید صاحب کے ساتھ لاہور آئے اور علمی و عملی دعوتی لٹریچر کی تیاری میں ان کا دست و بازو بنے

رہے۔ اس تحریک کے بانی چاروں تاسیسی ارکان (دیکھئے مصنف کی کتاب تاریخ جماعت اسلامی حصہ اول) جماعت اسلامی کے

تاسیسی اجتماع میں شریک ہوئے اور رکن بنے، لیکن ڈاکٹر سید اسد گیلانی کی مرتب کردہ ۷۵ بانی ارکان کی فہرست میں

صدر الدین اصلاحی کا نام شامل نہیں ہے، جب کہ چوہدری غلام محمد مرحوم کے لکھی مسودہ میں انہیں تاسیسی ارکان میں شمار کیا

گیا ہے اور یہ مسودہ سید مودودی کی نظر سے گزر چکا ہے۔ دراصل مولانا صدر الدین اصلاحی ان دنوں اپنے وطن چلے گئے

تھے اور وہاں سے رنگون، جہاں سے ان کی واپسی ۱۹۳۳ء کے ابتدائی مہینوں (اگست) فروری کے اواخر یا مارچ کے آغاز) میں

ہوئی (میں بھی حاضر تھا وہاں از حکیم خواجہ اقبال احمد ندوی مندرجہ آئین لاہور ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء ص ۲۷) شاید تحریک

دارالاسلام کا بانی رکن ہونے کی وجہ سے سید صاحب نے انہیں بانی ارکان میں شامل فرمایا تھا۔ (میرے نزدیک بھی یہی بیان

درست ہے۔ وہ تحریک دارالاسلام کے رکن تھے اور میرے سامنے ان کا ایک اجلاس ہوا۔ ان ص)

- ۱۸۔ یہ سید صاحبؒ کے اپنے الفاظ ہیں۔
 ۱۹۔ دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۴۹
 ۲۰۔ جماعت اسلامی کے ۲۹ سال ص ۵
 ۲۱۔ تحریک اسلامی مرتبہ پروفیسر خورشید احمد ص ۲۳۳
 ۲۲۔ یہاں جماعتی تنظیم کا ذکر کیا جا رہا ہے، تحریک کا نہیں، اسلام کے لئے کام کرنے والی تحریک برصغیر میں سید احمد شہیدؒ بھی بڑا کرچکے تھے اور وہ بھی سوچتی سمجھتی اور حالت ”لوچہ اللہ تھی۔“

بقیہ: جماعت اسلامی کیا دیتی ہے

مخالف ہیں، جو دشمن ہیں یہاں حریف وہ بھی ہوتے ہیں جو پیارے ہیں، جو جگر کے ٹکڑے ہیں، جو عزیز ہیں۔ یہاں تیر و تفنگ کی لڑائی نہیں ہے۔ یہاں ذہن و فکر، دل و ضمیر میں لڑائی ہے۔ یہاں حق و باطل کا معرکہ چلا رہتا ہے۔ ہر لمحہ شیطان اپنی ذریات سے حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ یہ سرد جنگ ہے، ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ کبھی کبھی گرم جنگ میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اطاعت رب میں ساری زندگی بسر کر دینا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

دوسری حالت کارکن کی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ابھی تیاری کر رہا ہے۔ وہ ابھی ٹریننگ کیمپ میں ہے۔ جو کارزار میں ہیں، انہوں نے تو اپنی ساری پونجی میدان جنگ میں جھونک دی اور وہ شاداں و فرحاں ہیں۔ جو ابھی سپاہی ہیں، تیاری کے مرحلے میں ہیں، ان کے اندر شوق انگڑائیاں لیتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ فزوں ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے:

”ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ اور ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا۔ اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انہوں نے اپنے روتیے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔“ (الاحزاب۔ ۲۲)

تحریک اسلامی میں شامل ہونا سعادتِ دارین حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔